

روح کی کھلیان کوٹائی
 نمبر 3388
 ایک خطبہ
 بروز جمعرات، 8 جنوری 1914 کو شائع ہوا
 واعظ: سی۔ ایچ۔ اسپرژن
 مقام: میٹروپولیٹن تبتیریہ، نیونگٹن

کیونکہ کالونجی کو کوٹنے والے آلے سے نہیں کوٹا جاتا، نہ ہی رتھ کا پہیہ جو کے بیچ پر پھیرا جاتا ہے؛ بلکہ کالونجی لاٹھی سے نکالی جاتی ہے اور جو چھڑی سے روٹی کے لئے دانہ پیسا جاتا ہے؛ پر وہ ہمیشہ اسے کوٹتا نہیں رہے گا، نہ اپنے رتھ کے پہنے سے اسے توڑے گا، نہ اپنے سواروں سے اسے روندے گا۔
 اشعیا 28-27:28

کھیتی باڑی کی تدبیر انسان کو خدا نے ہی سکھائی۔ ورنہ وہ بھوکا ہی مر جاتا جب تک وہ اس کو دریافت کرتا۔ پس جب خداوند نے آدم کو باغ عدن سے نکالا، اُس نے اسے کاشتکاری کے اصولوں کی ابتدائی ہدایت دی، جیسا کہ نبی فرماتا ہے: ”اُس کا خدا اسے فہم کے لئے سکھاتا ہے اور اُسے تعلیم دیتا ہے۔“ خدا نے انسان کو بل چلانا سکھایا، ڈھیلی مٹی کو توڑنا سکھایا، مختلف اجناس کے بیج بونا سکھایا، اور طرح بہ طرح کے دانوں کو کوٹ کر الگ کرنا بھی سکھایا۔

مشرق کے کاشتکار مشینوں سے کوٹائی نہیں کر سکتے تھے جیسے ہم کرتے ہیں، پر وہ اس کام میں عقل اور دانش رکھتے تھے۔ کبھی ایک بھاری آلہ اناج پر گھسیٹا جاتا تاکہ دانہ تنکے سے جدا ہو۔ یہی وہ ”کوٹنے کا آلہ“ ہے جس کا ذکر پہلی عبارت میں ہے، ”جیسے کہ دوسری جگہ لکھا ہے:“ میں نے تجھے ایک تیز کوٹنے والا آلہ بنایا ہے جس کے دانت ہیں۔“

جب اناج کو کوٹنے والی لکڑی استعمال نہ کی جاتی تو وہ اکثر دیہاتی رتھ کا بھاری پہیہ بھوسے پر پھیرتے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ”نہ ہی رتھ کا پہیہ جو پر پھیرا جاتا ہے۔“ اُن کے پاس چھاج بھی تھے جو ہمارے چھاج سے کچھ مشابہ تھے، اور پھر چھوٹے بیجوں کے لئے، جیسے کہ سونف اور جو، وہ صرف ایک چھڑی یا باریک سوئی استعمال کرتے۔ ”کالونجی لاٹھی سے نکالی جاتی ہے اور جو چھڑی سے۔“

یہ موقع نہیں کہ کوٹائی پر تفصیلی مقالہ لکھا جائے۔ اس کے بارے میں مکمل معلومات کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ مگر مطلب یہ ہے کہ جیسے خدا نے کسانوں کو سکھایا کہ وہ دانوں کی کوٹائی میں تمیز کریں، ویسے ہی وہ اپنی لامحدود حکمت میں آدمیوں کے ساتھ بھی تمیز سے پیش آتا ہے۔ وہ سب کو ایک ہی طرح نہیں آزماتا کیونکہ سب کی ساخت مختلف ہے۔ وہ سب کو یکساں اذیت تو بیخ میں نہیں ڈالتا؛ ہم سب کو یکساں ہولناکیاں نہیں سہنی پڑتیں۔ وہ سب کو ایک ہی طرح کے خاندانی یا جسمانی دکھ نہیں دیتا؛ کوئی صرف چھڑی سے مار کھا کر چھوٹ جاتا ہے، اور کوئی اپنے بھاری مصائب میں گویا گھوڑوں کے پاؤں سے روندے جانے کا سا احساس کرتا ہے۔

ہمارا مضمون یہی ہے:

کوٹائی—ہر بیج کو اس کی ضرورت ہے، ہر انسان کو اس کی حاجت ہے۔ پھر، کوٹائی فہم و تدبیر سے کی جاتی ہے۔ اور تیسرے، کوٹائی ہمیشہ کے لئے نہیں رہتی؛ کیونکہ جیسا کہ عبارت کی دوسری آیت میں فرمایا گیا ہے: ”روٹی کا دانہ پیسا جاتا ہے؛ کیونکہ وہ ہمیشہ اسے کوٹتا نہیں رہے گا، نہ اپنے رتھ کے پہنے سے توڑے گا، نہ اپنے سواروں سے روندے گا۔“

—پس اول

I

ہم سب کو کوٹائی کی ضرورت ہے۔ :
 بعض اپنے دل میں یہ بے وقوفانہ خیال رکھتے ہیں کہ اُن میں گناہ نہیں؛ پر وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں، اور اُن میں سچائی

نہیں۔ سب سے اچھے آدمی بھی محض آدمی ہی ہیں، اور آدمی ہونے کے باعث وہ کامل نہیں بلکہ کمزوریوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ کوٹائی کا مقصد کیا ہے؟ کیا یہ اس لئے نہیں کہ دانہ تنکے اور بھوسے سے جدا ہو؟

اچھے سے اچھے آدمیوں میں بھی کچھ نہ کچھ بھوسہ موجود ہوتا ہے۔ جو کچھ کوٹنے کے کھلیان پر بچھا ہے وہ سب دانہ نہیں۔ بلکہ وہ سنہری پُولے جو بڑے شادمانی سے ہمارے غلے کے گودام میں لائے گئے، ان میں بھی سب کچھ خالص دانہ نہیں ہے۔

حتیٰ کہ گندم بھی تنکے کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، جو ایک وقت کے لئے اُس کے لئے ضروری تھی۔ گندم کے دانہ پر بھوسہ لپٹا رہتا ہے، اور یہ اُس کے ساتھ چمٹا رہتا ہے، خواہ وہ کھلیان پر ہی کیوں نہ پڑا ہو۔ پاک ترین آدمیوں کے گرد بھی کچھ فالتو چیز ہوتی ہے، کچھ ایسی شے جو ضرور دور کی جائے۔ ہم یا تو کوتاہی سے گناہ کرتے ہیں یا تعدی سے۔ کبھی روح میں، کبھی محرک میں، کبھی غیرت کی کمی سے یا کبھی فہم کی کمی سے ہم خطا کار نکلتے ہیں۔ اگر ایک خطا سے بچ نکلیں تو اکثر اُس کی ضد میں جا پڑتے ہیں۔ اگر کسی عمل سے پہلے ہم درست ہوں، تو اُس کے کرنے میں ٹھوکر کھا لیتے ہیں؛ اور اگر اُس میں بھی نہ ٹھہریں تو بعد ازاں غرور میں گر جاتے ہیں۔ اگر گناہ سامنے کے دروازہ سے رُک جائے تو پیچھے کے پھاٹک کو آزماتا ہے، یا کھڑکی سے چڑھ آتا ہے، یا چمنی سے اُترتا ہے۔ جو اپنی اندرونی حالت میں اُسے نہیں دیکھتے وہ اکثر اُس کے دھوئیں سے اندھے ہو جاتے ہیں۔ وہ پانی میں اتنے ڈوبے ہیں کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ بارش برس رہی ہے۔

جہاں تک میری مشاہدہ پہنچا ہے، میں نے کوئی ایسا شخص نہیں پایا جسے قدیم عالمانے دین بالکل کامل کہتے۔ ایسا بے عیب، ہر طرف کامل انسان ایک ہستی ہے جسے میں آسمان پر دیکھنے کی توقع رکھتا ہوں، مگر اس گری ہوئی دنیا میں نہیں۔ ہم سب کو اُس پاکیزگی اور چھانٹنے کی حاجت ہے جس کا کام کوٹنے کا کھلیان کرتا ہے۔

اب، کوٹائی کا فائدہ یہ ہے کہ دانہ اور بھوسہ کے رشتہ کو ڈھیلا کر دے۔ اگر وہ آسانی سے بھوسہ سے نکل سکتا، تو دانہ کو صرف بلا دینا کافی ہوتا۔ نہ چھڑی یا لاٹھی کی ضرورت تھی، نہ گھوڑوں کے پاؤں یا رتھ کے پہیے کی۔ مگر یہی مشکل ہے کہ ہماری جان صرف خاک میں پڑی نہیں، بلکہ اُس سے ”چمٹی“ ہوئی ہے۔ گرائے ہوئے انسان کی فطرت اور دُنیا کی بدی کے بیچ ایک بولناک رشتہ ہے، اور یہ معاہدہ جلد ٹوٹتا نہیں۔

ہمارے دلوں میں ہم ہر جھوٹے راستہ سے نفرت کرتے ہیں، پھر بھی غمگین ہو کر اقرار کرتے ہیں کہ: ”جب میں نیکی کرنا چاہتا ہوں تو بدی میرے ساتھ موجود ہوتی ہے۔“ کبھی کبھی جب ہماری روح پورے شوق سے خدا کی طرف پکارتی ہے تو ایک مقدس خواہش ہمارے ساتھ ہوتی ہے، مگر جو نیک ہے وہ کرنے کی طاقت ہم نہیں پاتے۔ جسم اور خون کی اپنی رُجحانات اور کمزوریاں ہیں جو اگرچہ بذاتِ خود گناہ نہ ہوں، تو بھی اُسی طرف جھکا دیتی ہیں۔ بھوک اور خواہش کو صرف تھوڑا سا ابھارنا کافی ہے کہ وہ شہوت میں بدل جائیں۔

ہمارے لئے آسان نہیں کہ ہم اپنی قوم اور اپنے باپ کا گھر بھُلا دیں، چاہے بادشاہ ہماری حُسن کو کمال سے چاہے۔ ہماری اجنبی فطرت مصر اور اُس کے گوشت کے ہانڈوں کو یاد کرتی ہے، جبکہ ہمارے منہ میں اب بھی منّا موجود ہے۔ ہم سب بدی کے گھر میں پیدا ہوئے، اور بعض تو بدکاری کی گود میں پلے، کہ ہماری پہلی صحبتیں غضب کے وارثوں کے ساتھ تھیں۔ جو بڈی میں رچا بسا ہو اُسے جسم سے نکالنا سخت مشکل ہے۔

کوٹائی اس لئے بھی کی جاتی ہے کہ ہمیں زمینی چیزوں سے جدا کرے اور بدی سے علیحدہ کرے۔ یہ کام خدائی ہاتھ چاہتا ہے، اور صرف خدا کا فضل ہی کوٹائی کو مؤثر بنا سکتا ہے۔ جب روح اپنے گناہ سے جدا ہو جاتی ہے، اور گناہ اب لذت بخش یا تسکین بخش نہیں رہتا، تو کچھ کام ہو جاتا ہے۔ لیکن جب تک دانہ بالکل بھوسہ سے الگ نہ ہو، کوٹائی مکمل نہیں ہوتی؛ اسی طرح جب تک خدا کے لوگ ہر قسم کی بدی کو ترک نہ کریں اور ہر ناراستی سے نفرت نہ کریں، تربیت اور تادیب اپنا مقصد پورا نہیں کرتیں۔ جب ہم بالکل بھوسہ سے نکل آئیں اور گناہ سے کچھ بھی تعلق نہ رہے، تب چھاج آرام کرے گا۔

ہم میں سے بعض کو اس مقام تک پہنچانے کے لئے بہت کوٹائی لگی ہے، اور مجھے خوف ہے کہ اور بھی سخت ضربیں لگیں گی جب تک ہم کلی جدائی کو نہ پہنچ جائیں۔ کچھ خاص قسم کے گناہوں سے تو ہم خدا کے فضل سے اپنی روحانی زندگی کے ابتدائی دور ہی میں آسانی سے جدا ہو جاتے ہیں، لیکن جب وہ مٹ جاتے ہیں تو دوسری تہ کے بُرائیاں سامنے آتی ہیں اور عمل پھر سے دہرانا پڑتا ہے۔ گناہ سے مکمل جدائی ایک ایسا کام ہے جو صرف روح القدس کی خدائی حکمت اور قدرت سے ہوسکتا ہے، اور اُسی کے وسیلہ سے ہوگا۔

کوٹائی ہماری افادیت کے لئے بھی ضروری ہے، کیونکہ گندم بھوسہ سے نکلے بغیر کسی کام کی نہیں۔ ہم صرف اُس وقت خدا کو عزت دے سکتے ہیں اور آدمیوں کے لئے برکت بن سکتے ہیں جب ہم مقدس، بے ضرر، بے داغ اور خطا کاروں سے جدا ہوں۔

اے خداوند کے کھلیان کی گندم! تجھے کوٹا اور پیسا جانا چاہئے، ورنہ تو ایک بے کار ڈھیر ہو کر ہلاک ہو جائے گی۔ عظیم افادیت کے لئے اکثر عظیم مصیبت لازم آتی ہے۔

جب تک گناہ سے جدا نہ ہوں، ہم کو گودام میں جمع نہیں کیا جا سکتا۔ خدا کی خالص گندم کو بھوسہ کے ساتھ ملوث نہیں ہونا چاہئے۔ ”کچھ بھی ناپاک اُس شہر میں داخل نہ ہوگا۔“ اسی لئے ہر قسم کی کمی اور ناپاکی ہم سے کسی نہ کسی ذریعہ سے دور ہونی چاہئے قبل اس کے کہ ہم دائمی برکت اور کمال کی حالت میں داخل ہوں۔ بلکہ یہاں بھی ہم باپ کے ساتھ حقیقی شراکت نہیں رکھ سکتے جب تک ہم روز بروز گناہ سے رہائی نہ پائیں۔

ممکن ہے کہ آج ہم میں سے بعض کھلیان پر پڑے ہیں اور تادیب کی مار سہہ رہے ہیں۔ تو کیا؟ بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہئے، کیونکہ یہ ہمارے خدا کے نزدیک ہماری قدر کا ثبوت ہے۔ اگر گندم پکار اٹھے کہ ”یہ بھاری آلہ میرے اوپر سے گزرا ہے، پس کسان کو میری پرواہ نہیں“ تو ہم فوراً جواب دیں گے کہ کسان کو تو کانٹے یا جنگلی گھاس پر یہ آلہ پھرانے کی حاجت نہیں۔ یہ تو صرف قیمتی گندم ہی ہے جس پر وہ رتھ کا پہیہ یا بیلوں کے پاؤں پھیرتا ہے۔ کیونکہ وہ گندم کو قیمتی جانتا ہے، اسی لئے سختی سے اُس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے اور اُس کو چھوڑتا نہیں۔

اے ایماندار! یہ نہ سمجھ کہ خدا تجھ سے عداوت رکھتا ہے کیونکہ وہ تجھے دکھ دیتا ہے؛ بلکہ سچائی سے تعبیر کر اور دیکھ کہ وہ ہر ضرب کے ذریعہ تجھے عزت دیتا ہے۔ خداوند یوں فرماتا ہے: ”تم ہی کو میں نے زمین کی سب قوموں میں سے پہچانا؛“ اسی لئے میں تمہیں تمہاری سب بدکاریوں کے لئے سزا دوں گا۔

چونکہ خداوند یسوع نے اپنی قوم کے سب گناہوں کے لئے کامل کفارہ دیا ہے، اس لئے وہ ہمیں قاضی کی مانند سزا نہ دے گا؛ مگر چونکہ ہم اُس کے پیارے فرزند ہیں، وہ ہمیں باپ کی مانند تادیب کرے گا۔ محبت میں وہ اپنے فرزندوں کو تنبیہ کرتا ہے تاکہ انہیں اپنی صورت پر کامل بنائے اور اپنی قدوسیت کے شریک کرے۔ کیا یہ نہیں لکھا ہے: ”میں انہیں عہد کی لاٹھی کے نیچے لاؤں گا؟“ کیا اُس نے نہیں فرمایا: ”میں نے تجھے چاندی سے نہیں بلکہ دکھ کی بھٹی میں صاف کیا ہے، میں نے تجھے چُنا ہے؟“

پس نہ آنکھوں کی نظر سے اور نہ جسم کے احساس سے فیصلہ کر، بلکہ ایمان کے مطابق پرکھ، اور سمجھ کہ جیسے کوٹائی گندم کی قدر کا نشان ہے، ویسے ہی مصیبت خدا کے لوگوں پر اُس کی خوشنودی کی علامت ہے۔

باد رکھ، جیسے کوٹائی گندم کی ناپاکی کا نشان ہے، ویسے ہی مصیبت مسیحی کی موجودہ نامکملی کی علامت ہے۔ اگر تیرا گناہ سے کوئی رشتہ نہ ہوتا، تو تجھے غم کے ساتھ کبھی تادیب نہ دی جاتی۔ آسمان میں چہاج کی آواز کبھی نہیں سنی جاتی، کیونکہ وہ نامکملوں کا کھلیان نہیں، بلکہ مکمل مقدسوں کا غلہ خانہ ہے۔ پس کوٹتے والا آلہ فروتنی کی نشانی ہے، اور جب تک ہم اُسے محسوس کرتے ہیں ہمیں خدا کے ہاتھ کے نیچے فروتن رہنا چاہئے، کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ہم ابھی تک تنکے اور بھوسے سے آزاد نہیں ہوئے۔

لیکن دوسری طرف کوٹتے والا آلہ ہماری آئندہ کاملت کی پیشین گوئی ہے۔ ہم خدا کے ہاتھ سے ایسی تربیت سے گزر رہے ہیں جو ناکام نہ ہوگی۔ اُس کی حکمت اور فہم کے باعث ہم گناہ کے بھوسے سے پوری طرح رہائی پائیں گے۔ ہم چھڑی کے ضربیں سہہ رہے ہیں، مگر ہم اُس بدی سے جدا کئے جا رہے ہیں جو مدتوں سے ہمیں گھیرے ہوئے تھی؛ اور یقین ہے کہ ایک دن ہم بالکل پاک اور کامل ہوں گے۔ ہر رجحان گناہ مار بھگایا جائے گا۔ ”حماقت بچے کے دل میں بندھی ہے، لیکن تنبیہ کی چھڑی“ اُسے اُس سے دور کر دے گی۔

اگر ہم، جو بدکار ہیں، اپنی ناقص تادیب سے بھی اپنے بچوں کے ساتھ کامیاب ہوتے ہیں، تو رُوحوں کا باپ اپنی مقدس تربیت کے ذریعہ ہمیں اپنے لئے کیوں نہ زندہ کرے گا؟ اگر دانہ چہاج کے فائدہ کو جان سکتا تو وہ کوٹتے والے کو ہلاتا، اور چونکہ ہم جانتے ہیں کہ مصیبت کہاں تک پہنچتی ہے، پس ہم اُس میں فخر کریں اور خوش دلی سے اُس کے عمل کے لئے اپنے آپ کو سپرد کریں۔ ہمیں کوٹائی کی ضرورت ہے، کوٹائی ہمارے خدا کے نزدیک ہماری قدر کو ثابت کرتی ہے، اور جبکہ یہ ہماری کمی کو ظاہر کرتی ہے، یہ ہمارے آخری پاکیزگی کو بھی یقینی بناتی ہے۔

—اب میں یہ بھی کہوں گا کہ

II

”خدا کی کوٹائی بڑی حکمت سے کی جاتی ہے،“ کیونکہ کالونجی کو کوٹتے والے آلے سے نہیں کوٹا جاتا۔ :

چھوٹے چھوٹے تل، جو کیکوں کو خوشبودار بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، بھاری ہل سے کچلے نہیں جاتے، کیونکہ ایسی سختی سے وہ ٹوٹ پھوٹ کر بیکار ہو جاتے۔ ”نہ ہی گاڑی کا پہیہ زیرہ پر پھیرا جاتا ہے،“ یہ چھوٹا بیج، غالباً کراوے، اگر اتنے

بوجھ تلے آتا تو بالکل نامناسب ہوتا۔ تل تو جلد ہی ٹنڈے سے کوٹھے سے الگ ہوجاتے، اور زیرہ کو محض ایک چھڑی کی ہلکی سی ضرب کی ضرورت ہوتی ہے۔ نازک بیجوں کے لیے دبقان نرم طریقہ اختیار کرتا ہے، مگر سخت اناج کے لیے وہ سخت تر وسائل بچا رکھتا ہے۔ اے بھائی، اس پر غور کر، کیونکہ اس میں ایک بیش قیمت رُوحانی سبق مضمّن ہے۔

یاد رکھ کہ تیرا کوٹنا اور میرا کوٹنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری تادیب نوکروں یا دشمنوں کے حوالے نہیں، بلکہ "ہم خداوند کے ہاتھ سے تادیب پاتے ہیں۔" وہی عظیم دبقان اپنے خدام کو یہ یا وہ کرنے کا حکم دیتا ہے، کیونکہ وہ وقت اور طریق نہیں جانتے جب تک الوہیت کی حکمت ان کی راہنمائی نہ کرے۔ وہ زیرہ پر پیہ پیہ دیتے یا گندم کو چھڑی سے کوٹھے لگتے۔ میں نے خدا کے خدام کو یہ حماقتیں کرتے دیکھا ہے؛ انہوں نے ناتواں اور نازک کو کچل ڈالا اور جنہیں سخت ملامت کی ضرورت تھی ان سے نرمی اور مصلحت برتی۔ مگر چاہے وہ کتنی ہی سختی کریں، ہمیں خوف نہیں کہ وہ خدا کے برگزیدوں کو تباہ کر سکیں گے، کیونکہ خدا اپنے منتخبوں کو ان کے ہاتھوں میں نہیں چھوڑتا بلکہ ان کی غلط سختی کو بھی اپنی مرضی کے تابع کر دیتا ہے۔ مبارک ہوں ہم کہ خدا نے ہمیں نہ انسان کے قبضے میں چھوڑا اور نہ ہی ابلیس کے۔ شیطان ہمیں گپہوں کی طرح پھٹک سکتا ہے مگر تلوں کی طرح کوٹ نہیں سکتا۔ وہ اپنی ناپاک سانس سے ہمارے بھوسے کو اڑا سکتا ہے، مگر "خداوند راستباز کو محفوظ رکھتا ہے۔"

خدا کی بادشاہی میں کوئی ضرب اتفاقیہ نہیں، ہر چیز وقت، قوت اور جگہ کے ساتھ اسی کے حکم سے ہے۔ اس کی قادر مطلق محبت ہماری زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات تک کی نگرانی کرتی ہے۔ چاہے ہم ہل کے دندان سپیں، یا لوگ ہمارے سروں پر سوار ہوں، یا ہم خدا کے نرم ہاتھ کے لمس کو محسوس کریں، سب کچھ اس کی مقررہ تدبیر کے مطابق ہے۔ یہ مصیبت زدوں کے لیے ایک خزانہ ہے۔

مزید یہ بھی دیکھ کہ خدا ہی ہمارے کوٹھے کے آلات چُنتا ہے۔ مشرقی دبقان کے پاس مختلف آلات ہوتے ہیں، اور ہمارے خدا کے پاس بھی۔ کوئی بھی کوٹنا بیج کے لیے خوشگوار نہیں ہوتا، بلکہ ہر ایک ہی اپنی حالت میں سخت معلوم ہوتا ہے۔ ہم اکثر کہتے ہیں: "یہ تو برداشت کر لیتا، مگر یہ آفت ناقابل برداشت ہے۔" نازک زیرہ شاید یہ خیال کرے کہ گھوڑوں کے پاؤں چھڑی سے بہتر ہیں، اور تل شاید پیہ کو چھڑی پر ترجیح دیں۔ مگر خدا وہی چُنتا ہے جو سب سے موزوں ہو، کیونکہ ہماری دانائی محدود ہے۔

اکثر ہم اپنی حالت پر شکوہ کرتے ہیں: کوئی کہتا ہے "میں غربت سہہ لیتا، مگر اپنے بچے کو کھونا ناقابل برداشت ہے۔" دوسرا کہتا ہے "میں اپنا مال دے دیتا، مگر بدنمی کی چوٹ سہہ نہیں سکتا۔" مگر کیا اناج اپنا کوٹھے والا چُن سکتا ہے؟ کیا بچہ اپنی چھڑی خود طے کرے؟ یہ سب خدا کی حکمت پر چھوڑ دینا چاہیے۔

خدا وقت بھی طے کرتا ہے۔ کوئی جوانی میں لنگڑا ہو جائے، کوئی بڑھاپے میں مفلس، کوئی بیوگی میں اولاد کے بوجھ تلے ہو، سب کچھ مقررہ گھڑی کے مطابق ہے۔ جیسے طبیب نہ صرف دوا لکھتا ہے بلکہ وقت بھی مقرر کرتا ہے، ویسے ہی ہمارا آسمانی باپ ہمیں عین وقت پر وہ پیالہ پلاتا ہے جو ہمارے لیے بہتر ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ کوٹھے کی ایک حد ہے۔ دبقان دانہ تو الگ کرتا ہے، مگر اسے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرتا۔ پیہ پیستا نہیں بلکہ چھانٹتا ہے، گھوڑوں کے پاؤں توڑتے نہیں بلکہ الگ کرتے ہیں۔ اسی طرح خداوند کی تادیب میں ایک پیمانہ ہے۔ تُو اتنا ہی دکھ اٹھائے گا جتنا سہہ سکتا ہے، زیادہ نہیں۔ "تمہاری آزمائش اس سے بڑھ کر نہ ہوگی جو سہہ سکوں۔" یہ سب اُس شفقت کی حد میں ہے جو ایک غیر ضروری ضرب بھی نہیں لگاتی۔

میں نے بستر درد پر اور ذہنی گُورہ میں یہ سچائی ذاتی طور پر پائی ہے۔ ہر مصیبت کی یاد پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، کیونکہ اُس نے کبھی اپنی حکمت کو غلط نہ ٹھہرایا۔ وہ دانہ کو بھوسے سے جدا کرنے کے لیے کامل فن سے کام لیتا ہے، اور اُس کے طریقے قابلِ پرستش ہیں۔

یہ ایک خوشگوار خیال ہے کہ خدا نے آزمائش کی ایک حد مقرر کی ہے
اگر چہ آزمائشیں مقرر ہوں، سات نہ ہوں گی۔
"اگر خدا نے دس مصائب ٹھہرائے ہوں، گیارہ نہ ہوں گے۔"

پُرانی شریعت نے چالیس کوڑے مگر ایک کم مقرر کیے تھے، اور ہماری سب تادیبات میں وہی "ایک کم" ضرور شامل ہوتا ہے۔ جب خداوند ہماری غمگینی کو سو تک بڑھا دیتا ہے تو اس لیے کہ ننانوے اُس کے مقصد کو پورا نہ کرسکے، مگر زمین و جہنم کی تمام طاقتیں ہمیں اُس مقررہ تعداد سے ایک چوٹ بھی زیادہ نہیں دے سکتیں۔ ہمیں کبھی ضرورت سے زیادہ کوٹنا نہ سہنا ہوگا۔ خداوند اپنے مقدسوں کے جذبات سے کھیل نہیں کرتا۔ "وہ ازروئے دل انسان کو غمگین نہیں کرتا،" پس ہمیں یقین ہے کہ وہ کبھی غیر ضروری ضرب نہیں لگاتا۔

دبقان کی دانائی اپنے کوٹھے کی حد باندھنے میں، خدا کی حکمت کے مقابل کچھ بھی نہیں، جو ہمارے دکھوں کی ایک حد مقرر کرتا ہے۔ بعض قلیل مصائب کے ساتھ بچ نکلتے ہیں، شاید اس لیے کہ وہ ناتواں اور حساس ہیں۔ باغ کے ننھے بیج زیادہ زور سے نہ کوٹھے جائیں مبادا وہ ضائع ہوں؛ اسی طرح وہ مقدس جو نازک بدن رکھتے ہیں سختی سے نہ نمٹائے جائیں گے، اور نہ ہی نمٹائے جا سکتے ہیں۔ ممکن ہے ان کا دل بھی کمزور ہو، اور جو دوسروں کو معمولی دکھائی دے وہ ان کے لیے موت کے برابر ہو، مگر وہ آنکھ کی پتلی کی مانند محفوظ رکھے جائیں گے۔

اگر تُو مصیبت سے آزاد ہے تو اس کے لیے دعا نہ مانگ، کیونکہ یہ بڑی حماقت ہوگی۔ ایک بھائی سے میری ملاقات ہوئی جس نے کہا کہ وہ اس لیے متحیر ہے کہ اسے کوئی دکھ نہیں۔ میں نے کہا: "فکر نہ کر، بلکہ شکر کر اور خوش رہ جب تک ممکن ہو۔" صرف کوئی نرالا بچہ ہی کوڑے کی التجا کرے گا۔ کچھ میٹھے اور درخشندہ مقدس ایسے نرم مزاج ہوتے ہیں کہ خداوند انہیں ویسی سختی میں نہیں ڈالتا جیسی دوسروں پر ڈالتا ہے؛ انہیں اس کی حاجت نہیں اور وہ اسے سہہ بھی نہیں سکتے۔ پھر وہ کیوں اس کی خواہش کریں؟

اور کچھ ایسے ہیں جن پر بہت بھاری بوجھ ڈالا جاتا ہے، مگر اگر وہ عمدہ اناج ہوں، بڑے مصرف کے بیج ہوں، اعلیٰ مقاصد کے لیے مقدر ہوں تو کیا حرج ہے؟ ایسے لوگ کیوں گلہ کریں اگر انہیں سخت کوٹنا سہنا پڑے؟ "کیونکہ گہیوں وہی ہے جو گھوڑے کے پاؤں تلے آتا ہے اور گاڑی کے پہیے کو سہتا ہے،" پس جو زیادہ مفید ہیں وہی سخت ترین عمل سے گزرتے ہیں۔

ہم میں سے کوئی نہیں جو نہ کہے: "کاش میں مارٹن لوتھر ہوتا یا اُس کی مانند عظیم خدمت انجام دیتا۔" مگر اُس کی بیرونی مصیبتوں کے ساتھ ساتھ اُس کی باطنی آزمائشیں ایسی تھیں جن کی خواہش ہم میں سے کوئی نہ کرتا۔ اکثر وہ شیطانی وساوس سے ستایا جاتا اور مایوسی کے کنارے تک پہنچتا۔ کبھی وہ طوفانوں اور گردبادوں پر سوار ہو کر دنیا کا سردار دکھائی دیتا، مگر پھر دنوں پوپ اور ابلیس سے لڑنے کے بعد اپنے بستر پر ٹوٹا ہوا اور لرزتا ہوا پڑا ہوتا۔ تم خدا کے بہادروں کو فقط منبر یا مجمع میں دیکھتے ہو، مگر ان کا باطنی حال نہیں جانتے۔ اگر جان لیتے تو دیکھتے کہ گہیوں پیسا جاتا ہے اور جو دوسروں کو تسلی دینے میں سب سے زیادہ مفید ہیں وہ خود بار بار غم سہتے ہیں۔ کسی پر رشک نہ کر، کیونکہ تُو نہیں جانتا کہ اُسے کس قدر کوٹنا سہنا پڑا ہے تاکہ وہ درست اور درست رہ سکے۔

اے بھائیو! چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا خدا اپنے لوگوں کی تادیب میں احتیاط برتتا ہے، تو جب ہمیں دوسروں سے ایسا واسطہ ہو تو ہم بھی محبت بھری دانائی اختیار کریں۔ اپنی اولاد کے ساتھ نرم بھی رہو اور مضبوط بھی، اور اگر اپنے بھائی کو ملامت کرنی ہو تو بڑی نرمی سے کرو۔ نازک بیج پر گھوڑے مت دوڑاؤ۔ یاد رکھو کہ زیرہ چھڑی سے کوٹا جاتا ہے نہ کہ پہیے سے کچلا جاتا ہے۔ بہت ہلکی چھڑی استعمال کرو، بلکہ شاید بہتر یہ ہو کہ کوئی چھڑی بالکل نہ اٹھاؤ اور وہ کام دانا تر ہاتھوں پر چھوڑ دو۔ تم تو بیج بوؤ اور اپنے بزرگوں پر چھوڑ دو کہ وہ کوٹیں۔

پھر ہم خدا کی حکمت پر مضبوطی سے ایمان رکھیں اور پُر یقین ہوں کہ وہ ہم پر درست ہی کرتا ہے۔ مصیبت سے چھپنے کی زیادہ خواہش نہ کریں۔ جب ہم دعا کریں کہ "یہ پیالہ ہم سے ٹل جائے" تو ضرور یہ بھی کہیں کہ "تو نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔" سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے بھوسے سے خود جدا ہو جائیں۔ کوڑے سے بچنے کا سب سے موزوں طریقہ یہی ہے کہ جلد از جلد بھوسے سے الگ ہو جائیں۔ "تم ان میں سے نکل آؤ۔" اپنے آپ کو گناہ اور گنہگاروں سے، دنیا اور دنیا داری سے الگ کر! لو، تاکہ کوٹنے کا عمل جلدی مکمل ہو۔ خدا ہمیں اس میں حکمت بخشے

III

کوٹنا ہمیشہ نہ رہے گا۔

کوٹنا ہماری ساری عمر تک نہ رہے گا، بلکہ جیسا لکھا ہے: "نان گہیوں کو پیسا جاتا ہے، پر وہ ہمیشہ اُس کو نہ کوٹے گا۔" نہیں، ہرگز نہیں۔ کیونکہ فرمایا ہے: "میں نے تھوڑی دیر کے لیے تجھے چھوڑ دیا، پر بڑی رحمتوں سے تجھے پھر جمع کروں گا۔" اور پھر: "وہ ہمیشہ جھڑکنے نہ پائے گا، اور نہ اُس کا غضب ابد تک رہے گا۔" اور یہ بھی: "شب بھر رویا جا سکتا ہے، پر صُبْح "کو خوشی آتی ہے۔"

خوش ہو اے غمگین بیٹیو! تسلی پاؤ اے ماتم کے فرزندو! خدا پر امید رکھو، کیونکہ تم ابھی اُس کی حمد کرو گے جو تمہارے چہرہ کا نجات ہے۔ بارش ہمیشہ نہیں برستی، اور نہ ہی بادل ہمیشہ لوٹتے ہیں۔ ماتم اور آبیں بھاگ جائیں گی۔ کوٹنے کا عمل سارے سال اناج کے لیے درکار نہیں، اکثر و بیشتر کوڑا بے کار پڑا رہتا ہے۔ اے میری جان، خداوند کو مبارک کہہ! کیونکہ خداوند پھر اپنے جلاوطنوں کو واپس لائے گا۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ، مصیبت ہمیشہ نہ رہے گی، کیونکہ ہم جلد ہی ایک اور بہتر جہان میں لے جائے جائیں گے۔ ہم جلد ہی اُس ملک کو پہنچائے جائیں گے جہاں نہ کوٹنے کی کھلیاں ہیں اور نہ ہی اناج روندنے کے پہیے۔ اکثر مجھے یوں لگتا ہے جیسے

منادی مجھے پکارتا ہے۔ اُس کا نرسنگا گونجتا ہے: "اٹھو اور چل پڑو! کمر باندھو اور روانہ ہو جاؤ! لشکر اور جنگ کو چھوڑ
"اُکر فتح مندی سے واپس آؤ"

تم میں سے بعض کے لیے رات بہت گزر چکی ہے، مگر صُبح قریب ہے۔ وہ روشنی پہاڑوں کے پیچھے نمودار ہو رہی ہے۔ دن آ رہا ہے۔ وہ دن جو کبھی غروب نہ ہوگا۔ پس اپنی روٹی خوشی کے ساتھ کھاؤ، اور شادماں دل کے ساتھ آگے بڑھو، کیونکہ وہ ملک جو دودھ اور شہد سے بہتا ہے تمہارے سامنے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے۔ جب تک دن نکلے اور سایے مٹ جائیں، عظیم کاشتکار کی مرضی پر قائم رہو، اور خداوند اپنے آپ کو تم میں جلال دے۔
آمین۔

تفاسیر از سی۔ ایچ۔ اسپرژن
زبور 90، اور 32-21:119

"موسیٰ مرد خدا کی دعا۔"

میں سمجھتا ہوں کہ یہ زبور اکثر غلط طور پر سمجھا گیا ہے، کیونکہ اُس کا عنوان بھلا دیا گیا ہے۔ یہ زبور کلیتاً ہمارے لیے نہیں ہے کہ مسیحی شخص اُسے جوں کا توں لے کر پڑھ سکے۔ یہ موسیٰ کا زبور ہے، جتنا موسیٰ آگے جا سکا۔ یہ بہت دُور تک پہنچتا ہے، لیکن ایک یسوع تھا جس نے لوگوں کو ملک موعود میں پہنچایا، اور ایک یسوع ہے جس نے "انجیل کے وسیلہ سے حیات اور بقا کو روشن کیا۔" وہ نور اس اندھیری زبور کی گھٹا میں چمکتا ہے۔

یاد رکھنا کہ موسیٰ خاص طور پر آزمودہ شخص تھا۔ ہم نے کبھی اُس کی مصیبتوں کو پوری طرح نہ تولا۔ سب لوگ جنہیں وہ مصر سے نکال کر لایا، سوائے دو کے، مر گئے، اور اُس نے ان میں سے اکثر کو مرتے دیکھا۔ اُس کے اپنے اوپر بھی موت کی سزا تھی کہ وہ بھی باقیوں کی طرح ملک موعود میں نہ جا سکے۔ یوں اُس کے گرد دو ملین یا اُس سے زیادہ لوگ چالیس برس تک موت کے سایہ کی وادی میں کھڑے تھے۔ اگرچہ اُس کے گرد بے شمار رحمتیں تھیں، مگر اُس کا دل ہمیشہ غمگین رہتا، کیونکہ اُس کے پرانے ساتھی اور ہمراہی ایک ایک کر کے جاتے رہے۔ پس اگر اس رُخ سے پڑھا جائے، تو یہ زبور شجاعت کی نہایت اعلیٰ مثال اور ایمانی جلال کا شاہکار ہے۔

زبور 90

آیت 1۔ اے خُداوند! تو ہماری پناہ گاہ رہا ہے نسل در نسل۔
تیرے سب مقدسین تجھ میں سکونت کرتے ہیں۔ تیری آتشی اور بادل کی ستون ہمیں ڈھانپتے اور محفوظ رکھتے ہیں۔

آیت 2۔ قبل اس کے کہ پہاڑ وجود میں آئے، یا تو نے زمین اور جہان کو بنایا، ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہے۔
آہ! یہ کتنا عظیم ہے کہ ہم جانیں کچھ تو ثابت ہے، ایک چٹان ہے جو کبھی ریزہ ریزہ نہیں ہوتی۔ خدا ازل سے ابد تک وہی ہے۔
لیکن ہم کیا ہیں؟

آیت 3۔ تو انسان کو فنا کی طرف پھیرتا ہے اور کہتا ہے، اے آدمزادو! پلٹ آؤ۔
ایک سانس اُنہیں چلا دیتا ہے، اور ایک کلمہ اُنہیں موت کے حوالہ کر دیتا ہے۔

آیات 4-6۔ کیونکہ تیری نظر میں ہزار برس اُس دن کی مانند ہیں جو گذر گیا، اور رات کی ایک گھڑی کی مانند۔ تو اُنہیں سیلاب کی طرح بہا لے جاتا ہے؛ وہ نیند کی مانند ہیں۔ صُبح کو وہ گھاس کی مانند اُگتے ہیں۔ صُبح وہ شاداب ہوتا ہے اور اُگتا ہے؛ شام کو کاٹ ڈالا جاتا ہے اور مرجھا جاتا ہے۔

ہم نے یہ بار بار دیکھا ہے، اور اس سال بھی دیکھیں گے، گھاس کے اُگنے اور کاٹنے جانے میں۔ مگر ہم اسے اپنے لیے بھول جاتے ہیں۔ اکثر ہم اپنے رفقاء کے لیے بھی بھول جاتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں وہ لافانی ہیں حالانکہ سب فانی ہیں۔ اُنہیں اپنی سوچ درست کریں تاکہ اپنے غموں کو کچھ کم کریں۔

آیت 7۔ کیونکہ ہم تیرے قہر سے فنا ہوئے، اور تیرے غضب سے ہم گھبرا گئے۔
یہ اُس نسل پر صادق آتا تھا۔ وہ خدا کے غضب سے مر گئے، لیکن ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ہم میں سے جتنے مسیح یسوع پر ایمان لائے ہیں وہ اُس کے غضب کے ماتحت نہیں، وہ دور کر دیا گیا ہے۔ جب وہ ہم پر آتا بھی ہے، تو باپ کی مانند اپنی اولاد سے خفا ہوتا ہے، یہ ہمیں دکھ دیتا اور جلا دیتا ہے، پر مبارک ہے خدا کہ ہم اکثر اُس کے چہرہ کی روشنی میں چلتے ہیں اور شادمان ہوتے ہیں۔

آیت 8- تو نے ہماری بدکاریوں کو اپنے حضور رکھا ہے، اور ہمارے خفیہ گناہ اپنے چہرہ کی روشنی میں۔ یہ اُن پر صادق آتا ہے جو خدا کو نہیں جانتے۔ اُن کے گناہ ہمیشہ اُس کے سامنے ہیں، مگر ایمانداروں کے لیے ایسا نہیں۔ اُس نے اُن کے سب گناہ اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیے ہیں۔ خدا نے اپنے برگزیدوں کے گناہ بھلا دیے ہیں، جیسا اُس نے وعدہ کیا: "اُن کے گناہوں اور اُن کی بدکاریوں کو میں پھر کبھی یاد نہ کروں گا۔" اے مبارک انجیل! موسیٰ یہاں تک نہ پہنچ سکا۔

آیت 9- کیونکہ ہمارے سب دن تیرے قہر میں گزر گئے؛ ہم نے اپنی برسوں کو ایسی کہانی کی مانند ختم کیا جو سنا دی گئی ہو۔ یہ اُن لوگوں پر پورا اُترا جو موسیٰ کے گرد تھے، مگر ہمارے دن خدا کی بھلائی میں گزرتے ہیں، وہ اُس کی لامحدود محبت میں تمام ہوں گے۔

آیت 10- ہماری عمر کے دن ستر برس ہیں، اور اگر زور آور ہوں تو اسی برس؛ تو بھی اُن کا فخر محض مشقت اور دکھ ہے، کیونکہ جلد کٹ جاتے ہیں اور ہم اڑ جاتے ہیں۔ عام انسان کے لیے یہی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن دیندار کہاں اڑتے ہیں؟ وہ اُس کی آغوش میں اڑ جاتے ہیں جس نے اُن سے ازلی محبت کی۔ موت کیا ہے مگر ایک کھلا پنجرہ، کہ ہمیں بلانے اور ہم اپنی خوش نصیب اشیانے اوپر بنائیں۔ مبارک ہے خدا کہ ہم اڑ جاتے ہیں۔ کیا ہم نے اکثر یہ نہ کہا: "کاش کہ میرے پاس فاختہ کے پر ہوتے کہ میں اڑ جاتا اور آرام پاتا۔" یہ وقت آنے والا ہے۔

آیت 11- کون ہے جو تیرے غضب کی شدت کو جانے؟ جیسا تیرا خوف ہے ویسا ہی تیرا قہر ہے۔ جیسا وہ بڑی تعظیم کے لائق ہے، ویسا ہی بڑے خوف کے لائق ہے۔ پر اُس نے اپنی قوم کے لیے فرمایا: "جیسے میں نے قسم کھائی کہ نوح کے دنوں کا پانی پھر زمین کو نہ ڈھانپے گا، ویسے ہی میں نے قسم کھائی کہ میں تجھ پر قہر نہ کروں گا اور نہ تجھے ملامت دوں گا۔" اُس کے نام کو مبارک ہو۔

آیات 12-14- پس ہمیں اپنے دن گننا سیکھا تاکہ ہم دل کو حکمت پر لگائیں۔ اے خُداوند! لوٹ آ، کب تک؟ اور اپنے بندوں پر ترس کھا۔ ہمیں صُبح ہی صُبح اپنی رحمت سے سیراب کر کہ ہم اپنی زندگی کے سب دنوں میں خوشی کریں اور شادمان ہوں۔ بے چارے اسرائیل سخت دکھ میں تھا۔ بیابان میں یہ موتیں اُسے ہمیشہ رونے پر مجبور رکھتی تھیں، مگر موسیٰ دعا کرتا ہے کہ خدا اپنی قوم کی طرف لوٹے، انہیں حوصلہ دے، اور باقی دن اُس کی حضوری سے روشن ہوں۔

آیات 15-17- ہمیں اُن دنوں کے مطابق خوش کر جن میں تُو نے ہمیں دُکھ دیا، اور اُن برسوں کے مطابق جن میں ہم نے بُرائی دیکھی۔ تیرا کام تیرے بندوں پر ظاہر ہو، اور تیری جلال اُن کی اولاد پر۔ اور خُداوند ہمارے خدا کا جلال ہم پر ہو، اور ہمارے ہاتھوں کے کام کو قائم کر؛ ہاں ہمارے ہاتھوں کے کام کو قائم کر۔

زبور 32-119:21

آیت 21- تُو نے مغروروں کو ملامت کی ہے جو لعنتی ہیں، جو تیری شریعت سے گمراہ ہوتے ہیں۔ جہاں دل میں غرور ہے وہاں زندگی میں لغزش ضرور ہوگی۔ مغرور آدمی ابتدا ہی سے غلط ہے، اور جب تک وہ مغرور ہے وہ درست نہیں ہو سکتا۔ خدا نے اُسے ملامت کی ہے اور خدا نے اُسے لعنتی ٹھہرایا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ خاکساری اختیار کرے۔ یاد رکھو، ہمیں یا تو فروتن ہونا پڑے گا یا پھر فروتن کر دیے جائیں گے، اور فروتن ہونا اُس سے کہیں بہتر ہے کہ ہم خدا کے ہاتھ کی سخت تادیب کے نیچے آئیں۔

آیت 22- میری رسوائی اور حقارت کو مجھ سے دور کر، کیونکہ میں نے تیری شہادتوں کو محفوظ رکھا ہے۔ اے خُداوند! لوگوں کو میری نسبت جھوٹ اور بہتان پر ایمان نہ دلا، اور اگر دلا بھی تو میرا دل میری گواہی کی صداقت سے تسلی پائے۔

آیت 23- امراء بھی بیٹھ کر میرے خلاف باتیں کرتے تھے۔ کیا انہیں کچھ اور کام نہ تھا کہ وہ خدا کے خادموں کے خلاف بولیں؟ ہاں، وہ بیٹھتے اور غور سے یہ کام کرتے تھے۔

لیکن، تیرا بندہ کیا کرتا تھا؟
کیا اُس نے اُن پر مقدمہ کیا؟ "نہیں۔"
کیا اُس نے اُن کے سامنے جا کر اپنی صفائی دی؟ "نہیں۔"
کیا وہ ٹوٹے دل کے ساتھ یہ سوچتا رہا کہ زمین کے بڑے اُس کے خلاف بولتے ہیں؟ "نہیں۔"
بلکہ، تیرا بندہ تیری آئینوں میں غور کرتا تھا۔

کیا یہ بہت مبارک طریق نہیں کہ بہتان کے وقت اپنی بائبل کھولو اور پہلے سے زیادہ پڑھو؟ یوں علاج ہو جائے گا۔

آیت 24۔ تیری شہادتیں بھی میری مسرت اور میرے مشیر ہیں۔ کیونکہ میں انہیں چاہتا ہوں اور اُن میں خوش رہتا ہوں۔ میں اپنی زندگی کو اُن کی رہنمائی کے سپرد کرتا ہوں۔ میں تیری کتاب کے پاس جاتا ہوں کہ دریافت کروں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں اُسے خدا کا شریعت خانہ سمجھتا ہوں۔ اپنی مشکلات، شبہات اور سوالات اُس کے پاس لاتا ہوں اور اُن سب کے جواب پاتا ہوں۔ تیری شہادتیں میری مسرت اور میرے مشیر ہیں۔

آیت 25۔ میری جان مٹی سے چمٹی ہے؛ تو اپنے کلام کے مطابق مجھے زندہ کر۔ یہاں نوحہ کا نغمہ ہے۔ زبور نویس اپنی جان کی حالت بیان کرتا ہے۔ غم سے بوجھل یا دنیاوی فکروں میں دبا ہوا۔ گویا اُس کی جان خاک سے چمٹی ہے اور اُٹھ نہیں سکتی۔ تب اُس کی دعا میٹھی ہے: ”مجھے زندہ کر۔“ اے خُداوند! تُو نے مجھے خاک سے بنایا، آخر کار خاک سے میرا جسم زندہ کرے گا، اب بھی مجھے اپنے کلام کے مطابق زندہ کر۔ یہاں بیماری ہے: جان خاک سے چمٹی۔ یہاں علاج ہے: ”مجھے زندہ کر۔“ اور یہاں دلیل ہے: ”اپنے کلام کے مطابق۔“ کیونکہ وعدہ موجود ہے۔ اے خُدا، اپنا کلام پورا کر۔

آیت 26۔ میں نے اپنی راہیں بیان کیں اور تُو نے میری سنی؛ مجھے اپنی آئین سکھا۔ اعتراف ہوا: ”میں نے اپنی راہیں بیان کیں۔“ قبولیت ملی: ”تُو نے میری سنی۔“ اب درخواست ہے: ”مجھے اپنی آئین سکھا۔“ گویا: ”میں نے اقرار کیا کہ غلط تھا؛ اب فضل دے کہ پھر نہ بھٹکوں۔“

آیات 27-28۔ مجھے اپنی آئین کی راہ سمجھا دے، تب میں تیرے عجائب کاموں کی گفتگو کروں گا۔ میری جان غم کے سبب پگھلتی ہے؛ اپنے کلام کے مطابق مجھے تقویت دے۔ مسیح نے فرمایا: ”میں پانی کی مانند بہا دیا گیا۔ میرا دل موم کی مانند ہے، جو میرے اندر پگھل گیا ہے۔“ یہ دکھ کی شدت ہے، ”خوف کی شدت ہے، غم کی شدت ہے۔ تب دعا ہے: ”مجھے قوت دے۔“ کتنا شیریں ہے جب بوجھ تلے دب کر ہم خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ محض ”چھڑا لے“ نہیں، بلکہ ”مجھے اپنے کلام کے مطابق تقویت دے۔“ خدا کا فرزند اُس سے وہی چاہتا ہے جو اُس نے وعدہ کیا ہے۔ یہی اُس کی تسلی ہے۔

آیت 29۔ جھوٹ کی راہ مجھ سے دور کر؛ اور اپنی شریعت مجھے فیض کے ساتھ بخش۔ برائی کو دُور کر، نیکی دے۔ ”جھوٹ کی راہ بڑی ہولناک ہے۔ کوئی کھیل کھیل میں جھوٹ بولتا ہے، کوئی اشارہ سے فریب دیتا“ ہے، کوئی چالاکی سمجھ کر دھوکہ دیتا ہے۔ مگر مسیحی دل میں ہمیشہ سچائی رہنی چاہیے۔ مسیحی کو قسم کھانے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ اُس کا ”ہاں“ اور اُس کا ”نہیں“ ہی کافی ہونا چاہیے۔ جہاں فضل ہے وہاں ایسا ہی ہے۔

آیات 30-31۔ میں نے سچائی کی راہ اختیار کی ہے؛ میں نے تیرے احکام کو اپنے سامنے رکھا ہے۔ میں نے تیری شہادتوں کو تھاما ہے؛ اے خُداوند! مجھے رسوا نہ کر۔ ”یہاں ہے انتخاب:“ میں نے سچائی کی راہ اختیار کی ہے۔ ”یہاں ہے عمل:“ میں نے تیرے احکام کو اپنے سامنے رکھا ہے۔ ”یہاں ہے ثابت قدمی:“ میں نے تیری شہادتوں کو تھاما ہے۔ ”اور یہاں ہے دعا:“ اے خُداوند! مجھے رسوا نہ کر۔ یقیناً یہ دعا سنی جاتی ہے، کیونکہ سچائی خدا کی بیٹی ہے، اور وہ اُس کی حفاظت کرتا ہے۔

آیت 32۔ جب تو میرا دل کشادہ کرے گا تو میں تیرے فرمان کی راہ دوڑوں گا۔ مسیحی دل وسیع ہوتا ہے تو وہ خدا کے راستے کو اپنا انتخاب کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آزادی اور رُخصت میں فرق ہے۔ حقیقی آزادی یہ ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ یہی وہ آزادی ہے جس کی ہمیں خواہش ہے۔